توہم پرستی

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

توحید اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ یہ انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا خوف نکال دیتا ہے۔ عقیدۂ توحید جس قدر کمزور ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی انسان مخلوقات سے ڈرنے لگتا ہے حتی کہ مشرک آدمی مُردوں سے گھبراتا اور قبروں، حجروں اور شجروں سے خوف کھاتا ہے، کیوں کہ انسان کا عقیدہ کمزور ہو تو اس کا اعتماد اللہ تعالیٰ سے اٹھ جاتا ہے، وہ مخلوقات میں نفع ونقصان تلاش کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا؛

﴿ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴾ (المائدة : ٧٦)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ اللہ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہارے نفع ونقصان کے مالک نہیں۔''

یعنی تم انہیں نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر ان کی پرستش کر کے شرک میں مبتلا ہو رہے ہو، حالانکہ ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ نفع ونقصان تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ مشرکوں کی بت پرستی کے خلاف دلیل پیش کر رہے ہیں کہ تم بت اس لیے پوجتے ہو کہ ان سے نفع کی امید یا نقصان کا خوف رکھتے ہو، چنانچہ وہ تمہیں نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے، لہٰذا انہیں پوجنا بے کار ہے۔

توہم پرستی :

انسان کو شرک کی طرف لے جانے والی اعتقادی کمزوریوں میں سے ایک توہم پرستی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کا نہ ہونا بھی ہے۔ توہم پرست انسان مولی کریم کی بجائے مخلوقات پر اعتماد کرتا اور سمجھتا ہے کہ یہ چیز مجھے نقصان سے بچا سکتی ہے یا نفع پہنچا سکتی ہے۔

عام دیکھنے میں آیا ہے کہ ہنڈیا اُلٹا کر منڈیر پہ رکھ دی جاتی ہے، گاڑی کے ساتھ جوتا لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ مکان یا گاڑی نظر بد سے محفوظ رہے، گویا کالی ہنڈیا اور جوتا نقصان سے بچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر جوتا گاڑی کے ساتھ لٹکا دیا جائے تو وہ تو نظر بد سے بچا سکتا ہے تو پاؤں میں جوتا ہونے کے باوجود نظر کیوں لگ جاتی ہے؟

دیکھا گیا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں لوہے کے کڑے یا چھلے پہنتے ہیں، کالے رنگ کا دھاگہ یا ربڑ ڈال لیتے یا انگوٹھی میں فیروزی رنگ کے پتھر جسے فیروزہ کہتے ہیں، کا نگینہ جڑوا کر پہنتے ہیں کہ ان کی وجہ سے آدمی مختلف بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے، نیز جنات وشیاطین اور جادو وغیرہ بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ ان سب چیزوں کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کئی چیزیں ایسی ہیں جو بیماریوں کو دُور کر سکتی ہیں، حالانکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ ﴾ (الزمر: ۳۸)

''(اے نبی!) ان سے پوچھیے کہ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ اسے رفع کر سکتے ہیں؟''

نبیِ اکرم ﷺ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا قاصد بھیجا اور اسے فرمایا:

((لا يبقينّ في رقبة بعير قلادة من وتر أو قلادة إلّا قطعت))

''ہراونٹ کی گردن سے تانت کا ہار یا فرمایا کہ ہار کاٹ دیا جائے۔''

(صحیح البخاری : ۳۰۰۵، صحیح مسلم : ۲۱۱۵)

راویٔ حدیث امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أرٰی ذلك من العین ۔

''میرے خیال میں یہ (اونٹوں کی گردنوں میں رسیاں) نظر بد کی وجہ سے (ڈالی گئی) تھیں۔''

(صحیح مسلم : ۲۱۱۵، الموطا للامام مالک : ۲/۲۰۷)

عرب میں توہم پرستی :

توہم پرستی کا سلسلہ عرصہ دراز سے قوموں میں چلا آ رہا ہے اور اصلاح و ہدایت کی راہ میں رکاوٹ بنا رہا ہے۔ عربوں کے اندر بھی بے شمار قسم کے اوہام و خرافات پائے جاتے تھے۔ جس طرح ہر قوم کے جہلاء کا عقیدہ ہوتا ہے کہ فلاں دیوتا، فلاں پیر یا بزرگ کے خلاف اگر زبان سے کچھ نکلا تو فوراً بلائیں آ کر ہمیں لپیٹ لیں گی۔ عرب گھرانے بت خانوں اور صنم کدوں کا روپ دھار چکے تھے۔ دنیا کے تمام کام انہی بتوں سے متعلق سمجھے جاتے۔ مدتوں سے یہ خیالِ راسخ چلا آتا تھا کہ فلاں بت کی پرستش یا خدمت گزاری میں اگر کوتاہی کی گئی تو آسمان سے پانی برسنا بند ہو جائے گا، اولاد پیدا نہ ہوگی، باغوں میں پھل نہ پڑے گا۔ شروع میں جب آپ ﷺ نے بتوں کے خلاف وعظ شروع کیا تو اکثر لوگوں نے (نعوذ باللہ) آپ کو پاگل سمجھ لیا اور جاہلیت کے بعض کافر از راہِ ہمدردی جھاڑ پھونک کرنے آئے۔

ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر اپنے قبیلے میں گئے اور لات و عزیٰ کی مذمت شروع کی تو تمام قبیلہ خوف سے کانپ گیا کہ ضمام انہیں برا نہ کہو، کہیں تمہیں مرضِ جنون، جذام نہ ہو جائے۔

(مسند الامام احمد : ۲۵۰/۱، ۲٦٤، ۲٦٥، مسند الدارمی : ٦٥۲، سنن ابی داوٗد : ٤۸۷مختصرا ، وسندہٗ حسن ، وصححه الحاکم : ۵٤/۳، ۵۵، ووافقه الذهبی)

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہونے کے بعد بصارت سے محروم ہوگئیں، تو کفار کہنے لگے کہ لات وعزیٰ نے ان کو اندھا کر دیا ہے۔

(معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی : ۷۰۲٤، وسندہٗ حسنٌ)

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگی: دیکھو ذی الشری بت کہیں ہمیں برباد نہ کر دے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم الاصبهانی : ص ۲۱۲، وسندہٗ صحیحٌ)

کچھ اسی طرح کا اظہار قومِ ثمود کے متعلق بھی قرآنِ کریم نے نقل کیا ہے کہ جب ہود علیہ السلام نے انہیں دعوتِ توحید دی تو وہ کہنے لگے:

﴿ إِنْ نَّقُوْلُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوْءٍ ﴾ (ھود : ۵۴)

''ہم تو سمجھے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں پاگل کر دیا ہے۔''

توہم پرستوں کی دلیل:

توہم پرستوں کے ہاں قرآن وسنت کے دلائل کارگر نہیں ہوتے ، بلکہ ظاہری ومادی فوائد ونقصان ان کی دلیل ہوا کرتے ہیں۔ اگر کسی راسخ العقیدہ شخص کا کوئی نقصان ہوجائے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اس کو فلاں کی مار پڑ گئی ہے، حالانکہ کیا خود ان کا کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا یا بیماری وپریشانی نہیں آتی۔ اگر آتی ہے تو وہ کس کی مار ہوتی ہے؟ عرب بدو مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے یہ توقعات وابستہ کر لیتے کہ وہ انہیں ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے گا۔ اگر کہیں ان کی توقعات کو ٹھیس پہنچتی تو فوراً متزلزل ہوجاتے ، جیسا کہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

كان الرجل يقدم المدينة ، فيسلم ، فإن ولدت امرأته غلاما ونتجت خيله ، قال : هذا دين صالح ، وإن لم تلد امرأته ولم تنتج خيله ، قال : هذا دين سوء.

''باہر کا جو شخص مسلمان ہو کر مدینہ میں آتا تھا، اس کی حالت یہ تھی کہ اگر اس کی بیوی لڑکا جنتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو وہ کہتا کہ یہ نہایت عمدہ مذہب ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ نہایت بُرا مذہب ہے۔''(صحیح البخاری:۴۷۴۲)

قرآنِ مجید کی یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهٖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ﴾ (الحج:۱۱)

''بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کنارے پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں، اگر فائدہ پہنچے تو اطمینان ہو جاتا ہے اور اگر مصیبت آجائے تو فوراً رو برگشتہ ہو جاتے ہیں۔''

اگرچہ مخلصین اربابِ فہم پر اس قسم کی عارضی ناگواریوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، تاہم عام لوگ تو ہم پرستی جن کی فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی، وہ اس قسم کے اتفاقی واقعات سے بہت متاثر ہوتے تھے۔ ایک بدو نے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اتفاقاً دوسرے دن بیمار ہو گیا تو بیعت توڑنا چاہی۔ آپ ﷺ نے تین بار منع کیا، لیکن اس نے اصرار کر کے بیعت فسخ کر دی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ((المدينة كالكير تنفي خبثها ، وتنصع طيبها)) ''مدینہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے، جو میل کو الگ کرتی اور حقیقی جوہر کو خالص کرتی ہے۔''(صحیح البخاری:۷۲۱۱، صحیح مسلم:۱۳۸۳)

احادیث میں توہم پرستی کا ردّ :

الغرض زمانہ نبوت سے قبل عربوں میں بے شمار خرافات پائی جاتی تھیں ۔رسولِ اکرم ﷺ نے برملا اعلان فرمایا کہ ان کی کوئی اصل نہیں۔

((لا عدویٰ ، ولا طیرۃ ، ولا ھامۃ ، ولا صفر))

''نہ چھوت ہے ، نہ بدفالی ہے ، نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے۔''(صحیح البخاری:۵۷۰۷،صحیح مسلم:۲۲۲۰)

عربوں کا خیال تھا کہ بیماری متعدی ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے اس کی نفی کی تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ایک اونٹ کو خارش لگنے سے پورے ریوڑ کے اونٹ خارش زدہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ فرمایا: اگر بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے تو سب سے پہلے اونٹ کو کہاں سے لگی؟ یعنی اگر پہلے اونٹ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیماری آئی ہے تو باقیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیوں نہیں آئی؟ اسی طرح جب وہ کام کے لیے گھر سے نکلتے تو پرندہ اڑا کر فال لیتے تھے۔دائیں طرف اُڑتا تو خوش ہوتے کہ کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف اُڑتا تو واپس گھر آ جاتے کہ کام نہ ہوگا۔آپ ﷺ نے اس کی نفی فرمائی۔

ہامہ سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کی روح اُلّو کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور چکر لگاتی ہے، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بھی بدروحوں کا تصور پایا جاتا ہے۔آپ ﷺ نے اس کی نفی کی۔اس طرح عرب صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے، بلکہ اس کو صفر کہنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ یہ مہینہ خیر و برکت کے لحاظ سے صفر ہے۔آپ ﷺ نے اسے بھی وہم قرار دیا اور اسے شرک کی ایک قسم کہا۔

اس طرح وہ اوہام جو عرب میں پھیلے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کا استیصال کیا۔ اوہام پرستی حقیقت میں قوموں کی تباہی کا ایک بڑا اسبب ہوتی ہے۔ یہ اوہام حقیقت کے خلاف ہونے کے علاوہ بہت سے کاموں میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ غور سے دیکھیں تو ان کا سلسلہ شرک تک جا پہنچتا ہے اور انسان کو صحیح طریقِ عمل سے روک دیتے ہیں۔ مثلاً بیماری میں طب کے قاعدے کے موافق علاج کیا جائے تو مفید ہوگا، لیکن بہت سے لوگ وہم پرستی کی بنا پر ٹونے ٹوٹکے کو رافع مرض سمجھتے ہیں اور عاملین کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ان تمام اوہام کو تصریح اور یقین کے ساتھ باطل قرار دیا، مثلاً:

① عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مرجاتا ہے تو چاند یا سورج کو گرہن لگتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سورج کو گرہن لگا ہوا تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ انہی کی وفات کا اثر ہے۔ جب نبیٔ اکرم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا:

((إنّ الشمس والقمر آيتان من آيات الله ، لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته)) ''چاند سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا جینے سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔'' (صحيح البخاري : ١٠٤٣، صحيح مسلم : ٩١٥)

وہم پرستی کا ایک منظر اس وقت دیکھنے کو ملا جب پوری دنیا کا طویل ترین سورج گرہن ہوا۔ پاکستان میں جزوی طور پر سورج گرہن کا آغاز ۱۰:۱۷ پر ہوا جو ۰۳:۰۸ تک جاری رہا۔ اس دوران کراچی کے ساحلی علاقوں میں بڑی تعداد میں لوگوں نے اپنے معذور بچوں کو ریت میں دبایا، جبکہ والدین اپنے بچوں کے قریب بیٹھ کر قرآنِ پاک کی تلاوت اور تسبیح کرتے رہے۔ ان افراد کا کہنا تھا کہ اس عمل سے بچوں کی ذہنی اور جسمانی

بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔

② یہ خیال تھا کہ سانپ اگر مار دیا جائے تو اس کا نَر یا مادہ ساتھی آ کر مارنے والے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہوا:

((من ترك الحيّات مخافة طلبهنّ ، فليس منّا ، ما سالمناهنّ منذ حاربناهنّ))

''جب سے ہماری ان (سانپوں) سے لڑائی ہوئی ہے، دوبارہ صلح نہیں ہوئی۔ جس نے سانپ کو ڈر کی وجہ سے چھوڑ دیا (کہ اس کا ساتھی مجھے نقصان پہنچائے گا) وہ ہم میں سے نہیں۔''

(مسند الامام احمد: ۱/ ۲۳۰، سنن ابی داؤد: ۵۲۵۰، وسندہٗ حسنٌ)

③ ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ستارہ ٹوٹا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ جاہلیت میں آپ اس کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے۔ عرض کیا: ہمارا یہ اعتقاد تھا کہ بڑے شخص کی پیدائش یا وفات پر ستارے ٹوٹتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ستارے نہیں ٹوٹتے۔ (صحيح مسلم : ٢٢٢٩)

④ شِیر خوار بچوں کے سرہانے استرا رکھ دیا جاتا کہ جنات ان کو نہ ستانے پائیں۔ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ (الادب المفرد للبخاری : ٩١٢، شرح معانی الآثار للطحاوی : ٣١٢/٤ مختصرا ، وسندهٗ حسنٌ)

⑤ نظرِ بد سے بچنے کے لیے اونٹوں کے گلے میں قلادہ لٹکاتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ کسی اونٹ کے گلے میں قلادہ نہ رہنے دیا جائے، جیسا کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ دورانِ سفر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو اس کام کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن

میں تندی وغیرہ کا کوئی قلادہ (ہار) نہ چھوڑا جائے، بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔‘‘(صحیح البخاری : ۳۰۰۵، صحیح مسلم : ۲۱۱۵)

تعجب!

جہلائے عرب میں ایسی خرافات موجود تھیں تو تعجب کیوں؟ تعلیم سے نا آشنا لوگ اکثر توہم پرستی کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے آج کل کے ماڈرن اور تعلیم یافتہ دَور میں بھی بے حد خرافات ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ اگر مختلف علاقوں میں پائی جانے والی خرافات اور توہمات کو دیکھا جائے تو آج ہم جہلائے عرب سے بھی اس کام میں بہت آگے نظر آتے ہیں۔

کیا یہ وہی امت ہے، جسے سکھایا گیا تھا کہ نفع ونقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کسی کو شفا دیتا ہے تو کوئی جن، فرشتہ، انسان اور ادلتا بدلتا موسم اسے بیمار نہیں کرسکتا اور اگر وہ کسی کو بیمار کرنا چاہے تو سارے حکیم وڈاکٹر اور عامل مل کر اسے شفا نہیں دے سکتے۔ علاج کی اہمیت اور جائز عملیات کی افادیت سے انکار نہیں، مگر اللہ کا حکم اور مشیئت ہر چیز پر مقدم ہے۔ کوئی ماہر ترین ڈاکٹر اور مہنگی سے مہنگی دوا مریض کی حالت میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں لاسکتے اگر اللہ کا حکم اور مرضی نہ ہو اور اگر وہ شفا کا فیصلہ فرمادے تو خاک کی چٹکی اور پانی کے گھونٹ سے شفا مل جاتی ہے۔

کیا یہ وہی امت ہے کہ جسے سمجھایا گیا تھا کہ سورج اور چاند، زمین وآسمان، سمندر اور دریا سب اللہ کے حکم کے سامنے بے بس ہیں۔ ان کا طلوع وغروب، حرکت اور سکون، روانی اور ٹھہراؤ ان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ ان کا مالک چاہے تو گہرے سمندر کو پایاب کردے اور اس کا حکم ہو تو خشک اور جامد پتھروں سے چشمے جاری کردے۔ عقیدے اور ایمان کی یہی پختگی تھی کہ جس نے مسلمانوں کو صدیوں کے توہمات سے نجات

دے دی۔ عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے والے بعض مسلمان دوبارہ جاہلانہ توہمات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ نجومیوں، جوگیوں، دست شناسوں اور پیشہ ورانہ عاملوں کے آستانے ان ہی اوہام پرستوں کی وجہ سے آباد ہیں۔

توہم پرستی کی چند مثالیں:

زمانہ اسلام سے قبل کے عرب معاشرے میں پائی جانے والی تمام خرافات آج ہمارے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں ،مثلاً صفر کے ساتھ ساتھ محرم کے مہینے میں شادی بیاہ کرنے یا کوئی اور خوشی منانے کو غلط سمجھنا کہ یہ سوگ کا مہینہ ہے۔ اگر اس ماہ میں کوئی شادی کی تو نقصان ہو جائے گا۔ پرندوں اور جانوروں اور ان کی بولیوں سے نحوست لینا، کوا چھت کی منڈیر پر آ بیٹھے اور بولنے لگ جائے تو سمجھنا کہ کوئی مہمان آ رہا ہے، چھینک آ گئی تو کوئی یاد کر رہا ہے، بوقتِ صبح دکانداروں کا کسی کو ادھار سودا نہ دینا کہ اس طرح سارے دن کی برکت ختم ہو جاتی ہے، مرغی بانگ دینے کے جرم میں ذبح کی سزاوار ٹھہرتی ہے۔

کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو منحوس سمجھنا، بچوں کے سروں پر بالوں کی لٹ چھوڑ دینا کہ یہ فلاں پیر صاحب کے نام کی ہے۔ اگر اس کو کاٹا جائے گا تو بچہ مر جائے گا یا نقصان ہو جائے گا۔ جانوروں کی گردنوں میں رنگ برنگ کی چادریں اور دھاگے باندھ کر درباروں اور مزاروں کے نام پر چھوڑ دینا اور سمجھنا کہ اگر ان کو کسی نے ہاتھ لگایا تو اس کا نقصان ہو جائے گا۔ درباروں اور مزاروں سے کوئی چیز اٹھانے یا وہاں کے درختوں سے کوئی چیز توڑنے کو نقصان کا ذریعہ سمجھنا، آنکھ کی پھڑ پھڑاہٹ کو مصائب کی دستک سمجھنا، جمعہ کے دن عید آ جائے تو اس کو بھاری سمجھنا، دلہنوں کو گھر میں داخل کرتے اور رخصت کرتے وقت عجیب وغریب امور، مثلاً دروازے پر تیل گرانا، سر پر قرآن کا سایہ کرنا، پاؤں کے نیچے روئی دھرنا ،دلہن کے پاس لوہا رکھنا وغیرہ، حاملہ عورت یا نومولود بچے کی ماں کو فوتگی والے گھر نہ جانے دینا یا اپنے گھر کسی کو نہ آنے دینا، نومولود کے سرہانے چھری وغیرہ رکھنا، دلہن کے آتے ہی اگر گھر میں کوئی نقصان ہو جائے تو اسے منحوس سمجھنے لگنا، کسی

دن بالخصوص منگل کے دن کسی کام کی ابتدا نہ کرنا، جنات کو نکالنے کے لیے عجیب وغریب طریقے اختیار کرنا، نجومیوں ،ساحروں اور کاہنوں سے قسمت آزمائی کرانا اس پر مستزاد ہے۔

یہ ایسا عمل ہے کہ پوری قوم فیشن کی طرح اس کو اپناتی ہے۔اخبارات میں باقاعدہ ہفتہ وار ''آپ کا دن کیسا گزرے گا؟'' کے عنوان سے پورے پورے صفحہ کا کالم چھپتا ہیں،جس میں قسمت کا حال بتایا جاتا ہے،حالانکہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أتى عرّافا أو كاهنا ، فصدّقه بما يقول ، فقد كفر بما أنزل على محمّد))

''جو شخص نے کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کو صحیح سمجھا تو اس نے محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والے دین کے ساتھ کفر کیا۔'' (مسند الامام احمد : ٤٢٩/٢، السنن الكبرىٰ للبيهقي : ١٣٥/٨، وسندهٔ صحيحٌ)

کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہو۔اس کے کئی طریقے آج کل موجود ہیں،مثلاً ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر قسمت کا حال بتانا،ستاروں کے ملاپ سے مقدر معلوم کرنا،قرآنی فالنامے اور طوطوں کے ذریعے قسمت نکالنا،زمین پر لکیریں کھینچنا وغیرہ۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من اقتبس علما من النجوم ، اقتبس شعبة من السحر ، فزاد ما زاد))

''جس نے علمِ نجوم سیکھا،اس نے جادو سیکھا،جیسے جیسے یہ علم بڑھتا جائے گا،جادو بڑھتا جائے گا'' (مسند الامام احمد : ٢٢٧/١، ٣١١، مسند عبد بن حميد : ٧٤١، سنن ابی داوٗد : ٣٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣٧٢٦، وسندهٔ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔(رياض الصالحين : ٢٣٦/٢)

جادوگروں کے بارے میں واضح ارشادِ نبوی موجود ہے کہ:

”سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شرک، جادو، قتل، سود، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے دوڑنا اور (پاکدامن عورتوں پر) تہمت لگانا۔“

(صحیح البخاری : ٢٧٦٦، صحیح مسلم : ١٤٥/٨٩)

ہمارے ہاں پائے جانے والی ایک بدترین توہم پرستی جو انسان کو شرک تک پہنچا دیتی ہے، یہ ہے کہ کسی درخت یا جانور وغیرہ کو بابرکت سمجھ کر اس کے ساتھ دھاگے باندھنا، بچوں کو اس پر بٹھانا یا اپنی کوئی چیز اس کے ساتھ لٹکانا، جیسا کہ قبر پر کھڑے درخت کو دیکھا جائے تو بے شمار دھاگے، پرانے کپڑے اور مختلف چیزیں اس کے ساتھ لٹکی نظر آتی ہیں۔

بعض لوگ مزاروں پر لگے درختوں کے نیچے جھولیاں پھیلا کر بیٹھے رہتے ہیں کہ کوئی پتہ ہماری جھولی میں گرے گا تو اولاد ہوگی۔ اکثر محرم کے مہینے میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے گھروں میں سیاہ علم لہراتے ہیں یا اپنے بچوں کو گھوڑے پر بٹھاتے ہیں اور اس کے ساتھ پھولوں وغیرہ کے ہار لٹکاتے ہیں اور اسے خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف گئے۔ ہم نئے نئے مسلمان تھے۔ مشرکین نے ایک درخت مقرر کر رکھا تھا، جس کے پاس سجدے کرتے اور تبرک کے لیے اسلحہ اس کے ساتھ لٹکاتے تھے۔ اس درخت کا نام ذاتِ انواط تھا۔ ہم اس کے پاس سے گزرے تو ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر کر دیجیے تاکہ ہم بھی اس کے ساتھ اپنے اسلحہ جات لٹکایا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اکبر، اللہ کی قسم! تم نے تو وہی بات کی